امام احمد رضا

اور

تحفظِ عقیدۂ ختم نبوت

تحریر

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

باہتمام: کے. ایم. زاہد

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، پاکستان

امام احمد رضا اور تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت

سیّدِ ہر دو سرا، احمد مجتبیٰ، نبی المصطفیٰ، رسول مرتضیٰ، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے پر اُمت کا اجماع ہے اور نصوص قرآنیہ و احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے۔ خصوصاً آیہ کریمہ **ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین** نص قطعی کے اعتبار سے سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح ختم نبوت کے الفاظ کیساتھ بہت سی احادیثِ مبارکہ کتب حدیث میں ملتی ہیں۔ **ختم بی النبیون** مجھ سے انبیاء کو ختم کر دیا گیا۔ ختم نبوت کے ساتھ ساتھ مسلم و بخاری میں ایسی حدیثیں بھی وارد ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی اور خود کو اس آخری اینٹ سے تشبیہ دی جس سے عمارت نبوت کی تکمیل ہوئی۔ اسی طرح حدیث شریف میں **انہ لا نبی بعدی**، **لیس نبی بعدی** اور **لا نبوۃ بعدی** کے بھی الفاظ آئے ہیں یعنی بے شک میرے بعد کوئی نبی یا نبوت نہیں۔

قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں یہ اُمت کا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ رہا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد مدعیٔ نبوت کا دعویٰ کرنا تو الگ رہا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے۔ (بحوالہ اعلام بقواطع الاسلام، امام علیمی)

تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار مشرکین سازشیں کرتے رہے ہیں تاکہ عقائد اسلام کو مسخ کیا جا سکے اور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت مسلمانوں کے دِلوں سے نکال کر ان کی قوت اور سلطنت کو پارہ پارہ کیا جا سکے۔

علماء اہلسنّت نے، جنہوں نے ہر دور میں اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا ہے، تاریخ کے ہر موڑ پر اسلام کے خلاف اُٹھنے والے فتنوں کی سرکوبی کی ہے۔ اسی طرح انہوں نے ختم نبوت کے منکرین کا سخت ردّ کر کے ان کے سر اٹھانے سے پہلے ہی انہیں کچل دیا۔

دورِ جدید میں فتنۂ قادیانیت اور مرزائیت مسلمانانِ عالم کے خلاف ایک بہت ہی گھناؤنی سازش ہے جو جسد ملت اسلامیہ کیلئے ایک کینسر سے کم نہیں۔ ہمیشہ کی طرح اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے بھی علماء و مشائخ اہل سنت کا کردار شروع سے ہی بہت عالیشان رہا ہے۔

ترجمانِ اہل سنت اگست، ستمبر ۱۹۷۲ء میں ردّ قادیانیت پر 16 علماء کی 19 کتب کا تعارف ہے۔ جبکہ سیّد صابر حسین شاہ صاحب نے اپنی تصنیف قائداعظم کا مسلک میں اس موضوع پر 32 علماء اور 64 کتب و رسائل کا ذکر کیا ہے اس طرح اگر مقررات کو حذف کر دیا جائے تو مصنفین علماء کی تعداد 43 اور کتب و رسائل کی تقریباً 60 بنتی ہیں۔ اگر دورِ جدید کے علماء پاک و ہند و بنگلہ دیش کے حوالے سے مزید تحقیق اور جستجو کی جائے تو راقم کے خیال میں علماء و کتب کی تعداد ۱۰۰ سے بھی تجاوز کر جائے گی۔

لیکن ردّ قادیانیت کے حوالے سے دو شخصیات کی تصنیفات نے سب سے زیادہ شہرت پائی:۔

۱۔۔۔۔۔۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ ۲۔۔۔۔۔۔حضرت پیر طریقت سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ

ہم اس وقت ردّ قادیانیت کے ضمن میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی قلمی کاوشوں اور تحریک ختم نبوت پر اسکے اثرات کا جائزہ لیں گے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) چودھویں صدی ہجری کے ایک جید عالم دین اور اپنے عہد کے معروف مرجع فتاویٰ ہیں جن کے پاس بلاد عرب وعجم، افریقہ، امریکہ اور یورپ سے بیک وقت پانچ پانچ سو استفتاء مسائل دینیہ و جدیدہ کی دریافت کیلئے آتے تھے۔ وہ اپنی جرأت ایمانی اور حق کے اظہار اور اعلام کے اعتبار سے لا یخافون لومۃ لائم کے صحیح مصداق تھے۔ انہوں نے منصب و مقام نبوت و رسالت اور مہمات مسائل دینیہ کے بیان میں ایک ہزار کے قریب چھوٹے بڑے رسائل تصنیف کئے جو مختلف علوم وفنون پر ان کی حیرت انگیز دسترس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کے عہد کے جید علماء ہند، سندھ اور علماء حرمین شریفین نے ان کے فضل وکمال اور تبحر علمی کو نہ صرف سراہا ہے بلکہ آپ کی دقت نظری اور علمی فتوحات پر آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے انہیں: امام العصر، نابغۂ روزگار، مجددِ وقت، اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت قرار دیا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا وہ پہلا خانوادہ ہے جہاں منکرین ختم نبوت اور قادیانیت کا سب سے پہلے ردّ کیا گیا۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کا فتنہ ہندوستان میں پہلی بار اس وقت منظر عام پر آیا جب مولوی احسن نانوتوی (م ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء) نے قیام بریلی کے دوران (۱۸۵۱ء / ۱۸۶۰ء) حدیث اثر ابن عباس کی بنیاد پر اپنے عقیدے کا واضح اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ بھی ہر طبقہ زمین میں ایک ایک خاتم النبیین موجود ہے۔

امام احمد رضا کے والد ماجد علامہ مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) نے مولوی احسن نانوتوی کی سخت گرفت کی اور اس عقیدہ کو مسلمانوں کے متفقہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی قرار دیتے ہوئے ایسا عقیدہ رکھنے والے کو گمراہ اور خارج از اہل سنت قرار دیا۔ ان کی حمایت میں علماء بریلی، بدایوں اور رامپور نے بھی فتوے دیئے جس میں مولوی احسن نانوتوی صاحب کے مسلم الثبوت عالم مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی بھی شامل تھے جبکہ مولوی احسن نانوتوی کی حمایت میں ان کے عزیز مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے ایک کتاب تحذیر الناس تحریر کی اور وہ اپنے عزیز کی حمایت میں اس قدر بڑھ گئے کہ انہوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔

نوٹ...... یہ بہت بڑی محرومی بلکہ گستاخی ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھتے وقت صلعم یا صہ جیسے مہمل الفاظ لکھے جائیں اسلئے کہ آیہ کریمہ ان اللّٰہ و ملئکتہ یصلون علی النبی الخ میں حکم وجوب ہے وہ قلم وزبان دونوں کیلئے ہے۔

دوسری جگہ مزید تحریر کیا...... اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

یہی وہ دل آزار تشریح ہے جس نے انیسویں صدی کے آخری دھائی میں ملت اسلامیان ہند میں دو دھڑے پیدا کردیئے اور ایک نئے فرقے دیوبندی وہابی کو جنم دیا۔ آگے چل کر تحذیر الناس کی اسی عبارت نے مرزا غلام قادیانی کذاب کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کیلئے مضبوط بنیاد فراہم کی جس کو آج تک قادیانی بطور دلیل پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ حتیٰ کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو جب پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کیلئے دلائل دیئے جارہے تھے تو قادیانیوں کے نمائندہ مرزا ناصر نے اپنے مسلمان ہونے کے دفاع میں مولوی قاسم نانوتوی کی ان عبارات کو بطور دلیل پیش کیا جس کا جواب جناب مفتی محمود سمیت اسمبلی میں موجود کسی دیوبندی سے نہ بن پڑا البتہ مولانا شاہ احمد نورانی اور علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب نے گرجدار آواز میں کہا کہ ہم اس عبارت لکھنے والے اور اس کے قائل دونوں کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہیں جیسا کہ قادیانیوں اور اس سلسلے میں امام احمد رضا کا مُرتّبہ اور حرمین شریفین کا تصدیق شدہ فتویٰ حسام الحرمین اسمبلی میں پیش کیا جاچکا ہے۔

مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ مفتی محمود صاحب کی جماعت، جمعیت علماء اسلام ہی کے دو معزز اراکین مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی اور مولوی عبدالحکیم دیوبندی نے قادیانیت کے خلاف پیش کردہ قرارداد پر قومی اسمبلی میں موجود ہونے کے باوجود دستخط نہیں کئے، نہ مفتی محمود صاحب نے، نہ ان کی جماعت نے اور نہ ہی کسی اور دیوبندی عالم نے ان کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی کی یا بیان دیا یا اخبارات میں مضمون لکھا۔ دراصل مرزا غلام قادیانی کی تردید و تکفیر کے ساتھ ساتھ اس عبارت کی تائید وحمایت وہی شخص کرسکتا ہے جو عین نصف النہار کے وقت آفتاب کے وجود کے انکار کی جرأت کرسکتا ہو یا پھر اس کی ذہنی کیفیت صحیح نہ ہو۔

برصغیر پاک و ہند کے علمائے مرشدین میں حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء حرمین شریفین کے تقریباً 35 مشاہیر فقہا اور علماء سے مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کی بنیاد فراہم کرنے والے مولوی قاسم نانوتوی اور ان کے دیگر ہم عقیدہ علماء کے بارگاہِ الٰہی اور بارگاہِ رسالت پناہی میں گستاخانہ عبارات کے خلاف شخصی طور پر اسلام سے اخراج اور کافر قرار دیئے جانے کا واضح فتویٰ حاصل کیا جسے عرب وعجم میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ فتویٰ حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین کے نام سے متعدد بار شائع ہوچکا ہے۔ آگے چل کر حرمین طیبین کا یہی فتویٰ عالمی سطح پر قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کے غیر مسلم قرار دیئے جانے کی تمہید بنا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے مرزا قادیانی کو صرف کافر ہی نہیں قرار دیا بلکہ اس کو مرتد منافق بھی کہا ہے اور اپنے فتوؤں میں اس کو اس کے اصلی نام کے بجائے غلام قادیانی کے نام سے یاد کیا ہے۔ مرتد منافق وہ شخص ہے جو کلمۂ اسلام پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی یا رسول کی توہین کرتا ہے یا ضرورت دین سے کسی شے کا منکر ہے۔ اس کے احکام کافر سے بھی سخت تر ہیں۔ امام صاحب نے مرزا غلام قادیانی اور منکرین ختم نبوت کے رد وابطال میں متعدد فتاویٰ علاوہ جو مستقل رسائل تصنیف کیے ہیں ان کے نام یہ ہیں:۔

۱...... **جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة** ...... یہ رسالہ ۱۳۱۷ھ میں تصنیف ہوا۔ اس میں عقیدۂ ختم نبوت پر ایک سو بیس حدیثیں اور منکرین کی تکفیر پر جلیل القدر آئمہ کرام کی تیس تصریحات پیش کی گئی ہیں۔

۲...... **السوء والعقاب علی المسیح الکذاب** ...... یہ رسالہ ۱۳۲۰ھ میں اس سوال کے جواب میں تحریر ہوا کہ آیا ایک مسلمان اگر مرزائی ہوجائے تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی؟ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے دس وجہ سے مرزا غلام قادیانی کا کفر ثابت کر کے احادیث کے نصوص اور دلائل شرعیہ سے ثابت کیا کہ سنّی مسلمہ عورت کا نکاح باطل ہوگیا وہ اپنے کافر مرتد شوہر سے فوراً علیحدہ ہوجائے۔

۳...... **قهر الدیان علی مرتد بقادیان** ...... یہ رسالہ ۱۳۲۳ھ میں تصنیف ہوا۔ اس میں جھوٹے مسیح قادیان کے شیطانی الہاموں، اس کی کتابوں کے کفریہ اقوال اور سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ سیّدتنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکی وطہارت اور ان کی عظمت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

٤...... **المبین ختم النبیین** ...... یہ رسالہ ۱۳۲۶ھ میں اس کے جواب میں تصنیف ہوا کہ خاتم النّبیّین میں لفظ النّبیّین پر جو الف لام ہے وہ استغراق کا ہے یا عہد خارجی کا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے دلیل کثیرہ اوضحہ سے ثابت کیا کہ اس پر الف لام استغراق کا ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

۵...... **الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی** ...... یہ رسالہ ۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا گیا اور اسی سال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

سائل نے ایک آیت کریمہ اور ایک حدیث پیش کی جس سے قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے آیتِ کریمہ کے سات فائدے بتائے اور سات وجوہ سے ان کے دلائل کو ردّ کیا اور حدیث شریف کو دلیل بنانے کے دو جواب دے کر قادیانیوں کے اس عقیدے کا رد بلیغ کیا۔

٦...... **المعتقد المنتقد** ...... مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہ العزیز کی عربی کتاب **المعتمد المستند** پر قلم برداشتہ عربی حاشیہ ہے جس میں اپنے دور کے نو پید فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے قادیانیوں کا بھی ذکر کیا ہے اور انہیں دجال و کذاب کہا ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی مسند افتاء سے ہندوستان میں جو سب سے پہلا رسالہ قادیانیت کی رڈ میں شائع ہوا وہ ان کے صاحبزادہ اکبر حجۃ السلام مولانا مفتی حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۶ء الصارم الربانی علی اسراف القادیانی کے نام سے تحریر کیا تھا، جس میں مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور غلام قادیانی کے مثیل مسیح ہونے کا زبردست رڈ کیا گیا ہے۔امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے خود اس رسالے کو سراہا ہے۔

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ منکرین ختم نبوت اور قادیانیوں کے ردوابطال میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کس قدر سرگرم، مستعد، متحرک اور فعال تھے۔ وہ اس فتنہ کے ظہور پذیر ہوتے ہی اس کی سرکوبی کے درپے تھے، جب کہ ان ہی دِنوں ان کے بعض ہم عصر جید مخالفین علماء مرزا غلام قادیانی کی جعلی اسلام پرستی اور جذبہ تبلیغ اسلام سے نہ صرف متاثر نظر آرہے تھے بلکہ بعض تو اس سے اپنی عقیدت ومحبت کا کھلم کھلا اِظہار بھی کررہے تھے اس سلسلے میں مشہور مصنف اور ندوۃ العلماء (لکھنؤ، ہند) کے مہتمم مولوی ابوالحسن علی ندوی صاحب کا بیان ایک تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ ندوی صاحب نے اپنے مرشد شیخ عبدالقادر رائے پوری صاحب کی سوانح حیات میں مرزا غلام قادیانی کے ساتھ ان کے تعلق خاطر کا اہم واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مرزا غلام قادیانی کی کتابیں پڑھا کرتے تھے،انہوں نے کہیں پڑھا کہ خدا نے اسکو مستجاب الدعواۃ قرار دیا ہے وہ اس الہام سے بہت متاثر ہوئے چنانچہ وہ اسکے بعد مرزا غلام قادیانی کو اپنی ہدایت اور شرح صدر کی دعا کیلئے برابر خط لکھا کرتے تھے اور وہاں سے جواب بھی آتا تھا۔ ایک مرتبہ مولانا امام احمد رضا خاں صاحب نے قادیانی کا رڈ لکھنے کیلئے کتابیں منگوائیں تو شیخ عبدالقادر رائے پوری نے بھی وہ مطالعہ کیں جس سے ان کے قلب پر اتنا اثر ہوا کہ وہ اسے سچا سمجھنے لگے۔ (ملخصا)

اس واقعہ پر علامہ ارشد القادری صاحب نے رد قادیانی کے سلسلے میں اپنی ایک تحریر میں بڑا جامع تبصرہ کیا ہے جو قارئین کرام کے استفادہ کیلئے پیش کے جاتا ہے:۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی اس تحریر سے جہاں واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اپنی ایمانی بصیرت کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ صرف کذاب اور مفتری سمجھتے تھے بلکہ دشمن اسلام سمجھ کر اس سے لڑنے کیلئے ہتھیار جمع کررہے تھے وہیں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مولانا ابوالحسن علی ندوی کے پیرومرشد مولانا عبدالقادر رائے پوری مرزا غلام احمد قادیانی سے نہ صرف ایک عقیدت مند کی حد تک متاثر تھے بلکہ اپنے دعوائے نبوت میں اسے بہت حد تک سچا بھی سمجھتے تھے۔ اب اس کی وجہ بصیرت کا فقدان ہو یا اندرونی طور پر مفاہمت کا کوئی رشتہ ہو اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا دینی شعور کفر کو کفر اور باطل کو باطل سمجھنے میں نہ کبھی غلط فہمی کا شکار ہوا اور نہ فیصلہ کرنے میں کوئی خارجی جذبہ ان کی راہ میں حائل ہوسکا اور یہ صرف توفیق خداوندی اور عنایت رسالت پناہی ہے۔

راقم اس تبصرہ پر مزید اضافہ یہ کرتا ہے کہ ندوی صاحب نے بات یہیں ختم کردی اور یہ نہیں بتایا کہ ان کے پیرو مرشد کی ہدایت کا سبب بھی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے وہ فتاویٰ اور تصانیف تھیں جو انہوں نے قادیانیت اور منکرین ختم نبوت کے ردّ میں تحریر فرمائیں۔ اسی طرح عبدالمجید سالک نے یاران کہن میں لکھا ہے کہ ابوالکلام آزاد (دیوبندی) مرزا قادیانی کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کے قدردان تھے یہی وجہ ہے کہ غلام قادیانی کے مرنے پر انہوں نے اخبار وکیل (امرت سر) میں بحیثیت مدیر، اس کی خدمات اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا اور وہ لاہور سے بٹالہ تک اس کے جنازے کے ساتھ بھی گئے۔ اس تعزیتی شذرہ کے اہم اقتباسات کو قادیانیوں نے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے پورے ایوان کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کی دلیل میں مولوی قاسم نانوتوی کی مذکورہ بالا عبارات کیساتھ بڑے فخر کے ساتھ پیش کیا تھا۔ ایک حیرت انگیز انکشاف یہ بھی ہوا کہ دیوبندی حکیم مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے مرزا غلام قادیانی کی چار تصانیف آریہ دھرم (۱۸۹۵ء)، اسلام کی فلاسفی (۱۸۹۶ء)، کشتی نوح (۱۹۰۲ء) اور نسیم دعوت (۱۹۰۵ء) کے مجموعے کو المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ کے عنوان سے ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں خود اپنے نام سے شائع کیا، اسی کتاب کو قیام پاکستان کے بعد محمد رضی عثمانی دیوبندی صاحب نے احکام اسلام عقل کی نظر میں کے نام اور اپنے دیباچہ کے ساتھ دارالاشاعت کراچی سے شائع کیا۔ اگر مولوی اشرف علی تھانوی مرزا قادیانی کو کافر یا جھوٹا سمجھتے تو اسلام کی حقانیت کی دلیل کے طور پر اس کی تحریر اپنے نام سے ہرگز شائع نہ کرتے۔ ادھر جس وقت مولوی تھانوی صاحب غلام قادیانی کی چر بہ کتب اپنے نام سے شائع کرانے کا اہتمام فرما رہے تھے، امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ اور ان کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ مسند افتاء بریلی سے مرزا غلام قادیانی کے خلاف کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرما کر مسلمانان ہند کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کا سامان بہم پہنچا رہے تھے۔ اس کے علاوہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی تقریباً چھ کتب اور ان کا مرتب کردہ فتاویٰ حرمین شریفین حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین اور حجۃ الاسلام کی کتاب الصارم الربانی علی اسراف القادیانی (۱۳۱۷ھ) یکے بعد دیگرے شائع ہو رہی تھیں۔

الغرض کہ اس فتنہ کے ردّ میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی مساعی جمیلہ اس قدر قابل ستائش اور قابل توجہ ہیں کہ ہر موافق و مخالف نے انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ پروفیسر خالد شبیر احمد فیصل آبادی دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی تالیف تاریخ محاسبۂ قادیانیت میں ردّ مرزائیت پر امام احمد رضا کا فتویٰ بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے اور امام صاحب کی فقہی دانش و بصیرت کو شاندار خراج تحسین پیش کیا ہے۔ انکے تاثرات کے چند جملے ملاحظہ ہوں...... ذیل کا فتویٰ بھی آپکی علمی استطاعت، فقہی دانش و بصیرت کا ایک تاریخی شاہکار جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو خود ان کے دعاوی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے، یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی خزینہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔

لیکن بدنصیبی سے آج کل کچھ ایسے نام نہاد محقق اور مصنف پائے جاتے ہیں جو تاریخ ردّ قادیانیت لکھتے وقت امام احمد رضا کے کارناموں اور شاہکار تصانیف کو یکسر فراموش کر جاتے ہیں۔ حال ہی میں روزنامہ جنگ ۷ ستمبر ۲۰۰۰ء کے امتناع قادیانیت ایڈیشن میں مفتی محمد جمیل خان صاحب کا بزعم خویش ایک تحقیقی مضمون شائع ہوا جس میں متعدد تاریخی غلط بیانیوں اور کتمانِ حق کے علاوہ سب سے بڑی بددیانتی یہ کی گئی ہے برصغیر پاک و ہند میں منکرین ختم نبوت اور قادیانیت کا سب سے پہلے ردّ کرنے والی اور سب سے زیادہ فتاویٰ اور رسائل تحریر کرنے والی شخصیت یعنی امام احمد رضا کا ذکر ہی نہیں کیا گیا حتیٰ کہ فتاویٰ حرمین شریفین کا ذکر تو کیا گیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ فتویٰ کس نے اور کب حاصل کیا تھا اور کس نام سے شائع ہوا۔ شاید انہوں نے یہ اسلئے کیا کہ اس کی ساری کریڈٹ امام احمد رضا کو جاتی تھی اور یہ کہ اس فتویٰ کی زد میں کچھ ایسے جید علماء دیوبند کے نام بھی آتے تھے جنہوں نے سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبہ خاتمیت سے نہ صرف علی الاعلان انکار کیا تھا بلکہ دیگر اعتبار سے بھی شانِ نبوت میں گستاخی کے مرتکب ہوئے تھے۔ علمی اور تحقیقی تحریروں میں بددیانتی اور مسلکی تعصب کی شاید اس سے بدتر مثال نہ ملے۔ دوسری طرف انہوں نے مشہور کانگریس نواز لیڈر مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری احراری کی شخصیت کا ذکر کرتے ہوئے نہایت حیرت انگیز تبصرہ یہ کیا ہے کہ وہ (بخاری صاحب) مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی کیلئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر کے جہاد میں مصروف تھے۔

مفتی جمیل خاں صاحب شاید مسلمانان پاکستان کا حافظہ کمزور سمجھتے ہیں، آج بھی مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کانگریسی احراری کی تقاریر تحریک پاکستان کے دور کے برصغیر کے تمام مشہور اخبارات و رسائل میں محفوظ ہیں جس میں ان کا پاکستان کے بارے میں یہ قول موجود ہے:۔ ابھی ہندوستان میں کوئی مائی کا لال ایسا پیدا نہیں ہوا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے اور قائد اعظم کے متعلق اپنے ایک کانگریسی احراری لیڈر مولوی مظہر علی اظہر کا یہ شعر ہمیشہ ان کی زبان پر ہوتا تھا ؎

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا　　یہ قائد اعظم ہے کہ کافر اعظم

اگر مفتی جمیل خاں دیو بندی کا فتویٰ یہی ہے کہ پاکستان کی اسلامی مملکت کے قیام کی مخالفت اور ہندوؤں کی بالادستی قائم کرنے والی جماعت کانگریس اور اس کے متعصب ہندو لیڈروں، گاندھی اور نہرو وغیرہ کی شدومد سے حمایت جہاد اسلام ہے تو پھر سب سے بڑے مجاہد اسلام تو گاندھی اور نہرو ہوئے اسلئے کہ یہ لوگ مقتدا تھے اور بے چارے عطاء اللہ بخاری کانگریسی تو محض ان کے مقتدی ٹھہرے۔ مفتی صاحب کو ان کے حق میں بھی یہی فتویٰ دینا چاہئے۔ یہ ہم نہیں کہتے بلکہ اس دور کے مشہور صحافی مولانا ظفر علی خاں اس گاندھوی امیر شریعت کیلئے فرماتے ہیں ؎

باوا تھے مسلمان تو بیٹے تھے مجوسی
پوتے جو ہیں احرارہ کہلائے فلوسی
مل جائے جہاں چندہ وہی ہے وطن ان کا
ہندی ہیں نہ مصری ہیں نہ چینی ہیں نہ روسی
نہرو جو ہے دولہا تو دلہن مجلس احرار
ہو پیر بخاری کو مبارک یہ عروسی

افسوس کہ مفتی جمیل خان صاحب نے اپنے مذکورہ مضمون میں ان دو دیو بندیوں مولویوں، غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم کی مذمت میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا بلکہ انہوں نے اس واقعہ کا ذکر تک نہیں کیا کہ ان حضرات نے اسمبلی میں موجود ہونے کے باوجود قادیانیوں کو کافر قرار دینے والی قرارداد پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اگر یہی معاملہ خدانخواستہ اہلسنّت سے متعلق ہوتا تو مفتی جمیل صاحب کے فتراک سے نہ جانے تکفیر کے فتوؤں کے کتنے تیر چل جاتے۔

ہم اخبار جنگ کے ارباب بست وکشاد خصوصاً میر شکیل الرحمٰن صاحب کی توجہ ادھر مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ آج بحمد اللہ آپ کے اخبار کو جو مقبولیت حاصل ہے وہ محض اس وجہ سے ہے کہ عوام اہلسنّت جو اس ملک کی سب سے بڑی اکثریت ہے وہ آپ کے اخبار کی خریدار ہے۔ میر خلیل الرحمٰن صاحب کے دُنیا سے گزر جانے کے بعد کچھ برسوں سے ایسا لگتا ہے کہ ایک مخصوص فرقہ (دیوبندی) کی اجارہ داری قائم ہوگئی ہے، آپ کے مسائل اور ان کا حل میں دیوبندیوں کی اجارہ داری، میگزین سیکشن میں دیوبندی مولوی کا عمل دخل، جتنے خصوصی ایڈیشن نکلتے ہیں ان میں بڑے بڑے مضامین صرف دیوبندیوں ہی کے چھپتے ہیں ازرہ ترحم سنّیوں کے بھی چھوٹے موٹے مضامین کو جگہ دے دی جاتی ہے۔ گذشتہ سال سے یہ راقم خود ختم نبوت کے حوالے سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور اہل سنت کے دیگر علماء کے مضامین آپ کے کاؤنٹر پر بھجوا رہا ہے لیکن آپکے میگزین سیکشن کے انچارج مفتی جمیل احمد خان صاحب جو ایک متعصب دیوبندی ہیں، وہ اس کو شائع نہیں ہونے دیتے۔ اس طرح امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی نعتیں ہم نے متعدد بار بھیجیں لیکن مفتی صاحب اسے غالباً ضائع کر دیتے ہیں۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے اراکین مختلف مواقع پر خصوصی ایڈیشن کیلئے مضامین بھیجتے ہیں لیکن ان میں سے اکثر شائع نہیں ہوتے کبھی کبھی ایک آدھ مضمون کاٹ چھانٹ کر شائع کر دیا جاتا ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے وصال کے موقع پر ہر سال ادارہ کی طرف سے جو علمی معیاری مضامین دیئے جاتے ہیں ان میں سے ایک آدھ شائع کر دیا جاتا ہے باقی اکثر غیر معروف لوگوں کے غیر معیاری مضامین شائع کر دیئے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ فقیر دو بار جناب محمود شام صاحب سے بھی ملا ہے ہم ان کے ممنون ہیں کہ انہوں نے وقتی طور سے ہمارے کچھ معاملات حل کر دیئے تھے لیکن آپ کے اخبار کیساتھ یہ ایک مستقل مسئلہ ہے لہٰذا راقم چاہتا ہے کہ یہ معاملہ مستقل بنیادوں پر حل ہو۔ میر شکیل الرحمٰن صاحب آپ سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے بطور پالیسی طے کر لیا ہے کہ آپ کا اخبار صرف دیوبندیوں اور وہابیوں کو نوازے گا؟ راقم کو اُمید ہے کہ آپ کا جواب نفی میں ہوگا۔ لہٰذا فقیر کی گزارش ہے کہ آپ ان متعصب دیوبندی حضرات کی جنہیں آپ نے اپنے یہاں ملازم رکھا ہے مناسب نگرانی کریں اور غیر جانبداری کی پالیسی پر سختی سے عمل پیرا ہو کر اہلسنّت کے علماء و مشائخ دانشور اور اہل قلم حضرات کے اس تاثر کو زائل کرنے کی کوشش کریں کہ جنگ صرف ایک مخصوص متعصب فرقہ کا اخبار ہو کر رہ گیا ہے، اہلسنّت کے علماء کو بھی آپ کے مسائل اور ان کا حل میں دعوتِ تحریر دیں، میگزین سیکشن اگر کسی سنّی کے سپرد نہیں کر سکتے تو کم از کم کسی غیر جانبدار اور غیر متعصب علمی اور تحقیقی نکتہ نگاہ رکھنے والی شخصیت کو اس کا سربراہ بنائیں ورنہ جس طرح سے آپ کا اخبار چند سالوں سے پاکستان اور قائداعظم کے دشمنوں کی پذیرائی کر رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد جنگ کے ذریعہ ایک نئی تاریخ رقم ہوگی اور ہمارے نونہالوں کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو جائے گی کہ گاندھی اور جواہر لال نہرو ہمارے سب سے بڑے قومی ہیرو ہیں اس لئے کہ مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری احراری، ابوالکلام آزاد وغیرہ مجاہد اسلام تھے، گاندھی اور نہرو ان کے لیڈر رہتے تو نتیجۂ یہ ان سے بھی بڑے محسن ملت اور مجاہد اسلام ہوئے۔ (نعوذ باللہ)

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد ان کے صاحبزدگان، خلفاء، مریدین اور متوسلین علماء نے غیر منقسم ہند میں قادیانیوں کے خلاف قلمی جہاد جاری رکھا، سینکڑوں فتاویٰ جاری ہوئے اور بیسوں رسائل لکھے گئے لیکن تاج برطانیہ کے سائے میں پرورش پانے والے ان مسلم نما منافقین کو قانونی طور پر مرتد و کافر قرار دینے کا اختیار علمائے اہلسنّت کے پاس نہ تھا۔ تحریک پاکستان کے دوران اسلامی مملکت کے قیام کیلئے آل انڈیا سنّی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے علماء مشائخ اور عوام اہلسنّت نے مسلم لیگ اور قائداعظم کی بھرپور حمایت کی جب کہ پوری دیوبندی قوم سوائے چند ایک کے گاندھی کی آندھی میں بہہ گئے اور کانگریس کی گود میں جا بیٹھی۔ لیکن آج تحریک پاکستان کی اس اہم جد و جہد میں بھی علماء اہلسنّت کی نظروں سے قادیانیت کا فتنہ اوجھل نہیں رہا۔

خاص طور سے علامہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے بھی یہ کوشش جاری رکھی جس کا اعتراف متعصب غیر مقلد کانگریسی اسکالر ڈاکٹر ابوسلیمان شاہ جہانپوری نے اپنے ایک مضمون میں کیا ہے جس میں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ مولانا بدایونی مرحوم نے ۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ کے اجلاس لاہور میں ایک قرارداد پیش کی تھی کہ قادیانیوں کو انکے اسلام سے اخراج اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے اس پر متفق ہونے کی بناء پر مسلم سے نکالا جائے۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو قانون ساز اسمبلی میں قرارداد مقاصد پاس ہونے کے بعد قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی باقاعدہ تحریک شروع ہوئی جنوری ۱۹۵۱ء میں کراچی میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء نے متفقہ طور پر ۲۲ نکات پر مشتمل اسلامی دستور کیلئے بنیادی اصول تیار کئے جس میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۹۴۸ء) کے مرتبہ اسلامی دستور کی اہم شقوں کو بھی ۲۲ نکاتی قرارداد مقاصد میں شامل کیا گیا۔ ان نکات کی تیاری میں مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ نے بہت فعال کردار ادا کیا۔ ۵۲-۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت نے ایک منظم مذہبی اور سیاسی قوت اختیار کرلی، علماء اہلسنّت نے ہراول دستہ کا کام کیا۔ اس تحریک میں اگرچہ احراری، دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ علماء بھی شریک ہوئے لیکن اس میں اکثریت علماء اہل سنت کی تھی۔ پیر صاحب گولڑہ شریف جناب غلام محی الدین صاحب بنفس نفیس جلسوں میں رونق افروز ہوئے پھر مجلسِ عمل تحریک ختم نبوت بنی جس کی قیادت خلیفۂ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کررہے تھے۔ کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ نے اہم کردار ادا کیا۔ اس تحریک کے دوران ہزاروں آدمی پنجاب میں شہید ہوئے جن میں اکثریت عوام اہلسنّت کی تھی۔ پنجاب کراچی اور سندھ سے جو سینکڑوں علماء ومشائخ گرفتار ہوئے اور قید و بند کی سزا پائی ان میں بھی اکثریت علماء ومشائخ اہلسنّت کی تھی۔ اس تحریک کے عروج کے دوران بعض دیوبندی اور احراری علماء نے پس وپیش سے کام لیا مثلاً کراچی میں مولوی احتشام الحق تھانوی اور لاہور میں مولوی داؤد غزنوی اور مودودی صاحب نے لیت ولعل سے کام لیا خصوصاً مودودی صاحب یہ چاہتے تھے کہ جب اہلسنّت کے اکابر علماء گرفتار ہوجائیں تو وہ تحریک کی قیادت اپنے ہاتھ میں لیں غالباً اس طرح وہ اپنی اور اپنی جماعت کی سیاسی ساکھ بحال کرنا چاہتے تھے جس کو تقسیم سے قبل ان کی اور ان کی جماعت کی قائداعظم اور مسلم لیگ کی مخالفت کی بناء پر نقصان پہنچا تھا۔ لیکن آخر کار وہ بھی میدان میں آنے پر مجبور ہوگئے جن تین حضرات کو مارشل لاء کے تحت پھانسی کی سزا سنائی گئی ان میں دو کا تعلق اہلسنّت کی قیادت سے تھا، سب پہلے مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب کو پھانسی کی سزا کا حکم ہوا پھر مولانا خلیل احمد صاحب ابن علامہ مولانا ابوالحسنات صاحب (رحمہم اللہ تعالیٰ) کو بعدہ جناب مودودی صاحب کو بھی پھانسی کی سزا کا حکم دیا گیا۔ ہر طرح کی لالچ اور دباؤ کے باوجود ان علماء اہلسنّت نے ناموس رسالت اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہوجانا گوارا کیا لیکن معافی نہیں مانگی ان کے عزم واستقامت اور عوام اہلسنّت کے بے انتہا جوش وجذبہ کو دیکھتے ہوئے حکومتِ وقت نے مولانا عبدالستار نیازی صاحب، مودودی صاحب اور مولانا خلیل احمد صاحب کی سزاؤں کو بالترتیب ۱۴ - ۱۴ سال اور ۷ سال میں بدل دیا۔ بعد میں ڈیڑھ، دو دو سال قید میں رہنے کے بعد یہ حضرات رہا کردیے گئے۔

جو علماء اسیر تھے وہ بھی تقریباً کم وبیش اتنے ہی دنوں کے بعد رہا کردیئے گئے۔ ۱۹۷۳ء - ۱۹۷۴ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی حکومت کے خلاف قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی تحریک چلی تو علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب کی قیادت میں جمعیت علمائے پاکستان کی پارلیمانی پارٹی کے ارکان نے سب سے زیادہ سرگرم ہونے کا ثبوت دیا اس سلسلے میں مفتی محمود صاحب (دیوبندی) نے جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے شاہ احمد نورانی صاحب کا ساتھ دیا، قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے اراکین نے بھی جن میں سنیوں کی اکثریت تھی، اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی قرارداد کی بھرپور حمایت کی۔ جس سے اس وقت کے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب مسلمانان پاکستان کے اس مشترکہ مطالبہ کو ماننے پر مجبور ہوگئے اور بالآخر قومی اسمبلی اور بعد میں سینٹ نے اس قانون کی منظوری دے کر ایک ایسا عظیم کارنامہ انجام دیا کہ جو صبح قیامت تک سنہری حرفوں سے لکھا جاتا رہے گا۔ اس اہم واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے دنیائے سنّیت کے عظیم مصنف اور مبلغ علامہ ارشد القادری صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

دُنیا کے سارے اسلامی ملکوں میں یہ قابل فخر اعزاز صرف پاکستان کو حاصل ہوا کہ اس کی پارلیمنٹ نے انکار نبوت کی بنیاد پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیکر قانونی اور سیاسی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کردیا۔ پارلیمنٹ کے اس فیصلے میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے ان فتویٰ کو کلیدی حیثیت حاصل رہی اور اس کو قانونی شکل دینے میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے متوسلین علماء کی جدوجہد کا خصوصی حصہ رہا ہے۔ اسے بھی عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت کہئے کہ بغیر کسی جدوجہد کے سارے عالم اسلام نے جمہوریہ پاکستان کے اس دینی فیصلہ اور اس تاریخی قرارداد کے سامنے سر جھکا دیا۔

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں اور برکتیں ہوں ان تمام علماء حق پر جنہوں نے سنتِ صدیقی پر عمل پیرا ہوکر منکرین ختم نبوت کے خلاف ڈٹ کر قلمی جہاد کیا، تحریک ختم نبوت کے ان تمام شہداء پر جنہوں نے مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ان تمام رہبران ملت اور عالمان باصفا پر جنہوں نے عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو بلند رکھنے کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور ان حق پرست شیدائیانِ اسلام پر بھی جنہوں نے محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خطر تختۂ دار کے محضر نامے پر بخوشی اپنے دستخط ثبت کیئے اور اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے ایوان مشاورت کے ان تمام اہل ایمان پر بھی کہ جنہوں نے خلیفۃ الرسول بلافصل امیر المؤمنین سیّدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے فرمان مبارک کو آج کے مسیلمہ کذاب اور اس کی قوم پر نافذ کرکے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کی اور اپنے لئے تاقیام قیامت صدقۂ جاریہ کا اہتمام کرلیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را !

آمین بجاہ سیّد المرسلین و العاقبۃ للمتقین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ

سیّدنا مولانا محمّدن الامین و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ

و اولیاء ملتہ اجمعین و بارک وسلم الی یوم الدین

حوالہ جات

١...... القرآن

٢...... مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، ترمذی ص ۲۲۳ باب ماجاء فی الغنیمۃ۔

٣...... مسلم ج ۱ ص ۲۴۸، بخاری ج ۱ ص ۵۰۱۔

٤...... بخاری ج ۱ ص ۴۹۱۔

٥...... بخاری ج ۲ ص ۶۳۳۔

٦...... مسلم ج ۲ ص ۲۷۸، ترمذی ص ۵۳۳۔

٧...... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی۔ مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ۱۹۹۸ء۔

٨...... ایضاً

٩...... تقریظات حسام الحرمین (۲) الدولۃ المکیہ۔

١٠...... محمد شہاب الدین رضوی، مولانا نقی علی خاں بریلوی، ص ۲۰۔

١١...... ایضاً، ص ۲۷۔

١٢...... مولوی قاسم نانوتوی، تحذیر الناس، ص ۳۔

١٣...... ایضاً، ص ۱۲۔

١٤...... ماہنامہ کنز الایمان (لاہور) ستمبر ۱۹۹۷ء، (ختم نبوت نمبر) ص ۲۱، بحوالہ قائد اعظم کا مسلک، ص ۲۹۳، تصنیف سیّد صابر حسین شاہ بخاری

١٥...... امام احمد رضا بریلوی، احکام شریعت (مدینہ پبلشنگ، کراچی) حصہ اوّل، ص ۱۱۲۔

١٦...... ایضاً، ص ۱۲۲، ۱۲۸، ۱۳۹، ۱۷۷۔

۱۷ ...... امام احمد رضا خاں، السوء والعقاب علی المسیح الکذاب، (مشمولہ مجموعہ رسائل (ردّ مرزائیت و مسئلہ نور و سایہ)، ص ۲۶۔

۱۸ ...... علامہ ابوالحسن علی ندوی، سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری، ص ۵۵-۵۶۔ بحوالہ معارف رضا (سالنامہ) ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء کراچی، ص ۲۷۔

۱۹ ...... علامہ ارشد القادری، امام احمد رضا اور قادیانیت، معارف رضا (سالنامہ) ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء، ص ۲۷۔

۲۰ ...... عبدالمجید سالک، یاران کہن (مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء)، ص ۴۲۔

۲۱ ...... تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:۔

(a) عبداللہ ایمن، کمالات اشرفیہ (مطبوعہ لاہور)

(b) محمد افضل شاہد، تھانوی قادیانی دہلیز پر (مشمولہ ماہنامہ القول السدید، جنوری، فروری ۱۹۹۳ء، مئی ۱۹۹۶ء)

(c) مولانا شاہ حسین گردیزی، تجلیات مہر انور (مطبوعہ کراچی)، ص ۵۵۶-۵۵۷

۲۲ ...... پروفیسر خالد بشیر احمد، تاریخ محاسبۂ قادیانیت (فیصل آباد)، ص ۴۲۰۔

۲۳ ...... چمنستان، ص ۵۵، ۵۶، ۹۷، ۱۲۸۔

۲۴ ...... ماہنامہ الحق (اکوڑہ خٹک) اگست ۱۹۹۷ء، ص ۴۸۔

۲۵ ...... ماہنامہ ترجمان اہلسنت (کراچی) اگست ۱۹۷۲ء، (ج ۲، شمارہ ۲، ۳)، ص ۸۷/۸۵، انٹرویو مولانا سیّد خلیل احمد قادری البرکاتی اور مولانا عبدالستار خاں نیازی۔